تاثرات

اسلامی دنیا کے قدیم ترین دینی و علمی مرکز جامع ازہر میں ایک علمی مذاکرہ منعقد ہوا جس میں مختلف ممالک کے علمائے دین، محققوں اور دانشوروں نے حصہ لیا۔ مذاکرہ کا موضوع تھا "مسلم خاندان میں عورت کا مرتبہ"۔ پاکستان کے وفاقی وزیر برائے مذہبی امور جناب مولانا کوثر نیازی نے اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے معاشرے پر عورتوں کے اثرات، مردوں اور عورتوں میں مساوات، مخلوط تعلیم، آزادیِ نسواں، حقِ طلاق، خاندانی منصوبہ بندی اور حکومت کے مختلف عہدوں پر عورتوں کا تقرر کرنے یا عورت کو سربراہِ مملکت بنانے جیسے متعدد اہم مسائل کا اسلامی اصول و احکام اور نامور علما کے دینی افکار کی روشنی میں جائزہ لیا اور مسلم معاشرے کی فلاح و ترقی کے لیے یہ ضروری قرار دیا کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق عورت کے مرتبے کا تعین کیا جائے اور قرآن و سنت کے مطابق اسے اس کا حق دیا جائے۔ مغربی تہذیب کی یلغار کو رد کرنے اور مسلم معاشروں کو اسلامی سانچوں میں ڈھالنے کے لیے مولانا کوثر نیازی نے یہ ایک اہم اور مفید تجویز بھی پیش کی کہ سربرآوردہ علما کی ایک عالمی کونسل قائم کی جائے جو تعلیم یافتہ مسلمانوں کی رہنمائی کرے اور مسلمان حکومتوں کو مشورہ دینے کا اہم کام بھی انجام دے۔

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ مسلم معاشروں میں غیر اسلامی اثرات متواتر سرایت کرتے گئے اور مسلمانوں کی تاریخ اسلامی تعلیمات سے بتدریج دور ہونے کی تاریخ بنتی گئی۔ مسلمان جب زوال پذیر ہوئے تو ان میں دینی و معاشرتی خرابیاں پیدا ہو گئیں اور اسلامی تعلیمات کا روشن چہرہ مسلمانوں کی غیر اسلامی زندگی کی گرد میں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اسلام کے مخالف عناصر مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذمہ دار خود اسلام کو قرار دے کر اسے بدنام کرنے لگے اور ایسے معاشرتی عیوب جن کو انسانی تاریخ میں سب سے پہلے اسلام ہی نے نہایت کامیابی سے ختم کیا تھا ان کو برقرار رکھنے اور فروغ دینے کا الزام اسلام پر عائد کیا جانے لگا۔ چنانچہ مسلم معاشرہ میں عورت کی محکومی

محرومی کا ذمہ دار بھی اسلام کو قرار دیا گیا۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے قبل تمام معاشروں میں عورت بالکل محکوم اور حقوق سے محروم تھی اور مرد کو اس پر مالکانہ اقتدار حاصل تھا۔ یورپ کو یونانِ قدیم کی جمہوری ریاستوں پر بہت ناز ہے، مگر ان میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ شہری مملکت ایتھنز میں بھی عورتوں کو شہری حقوق حاصل نہ تھے۔ بعض معاشروں میں تو عورت کے وجود تک کو بدی تصور کیا جاتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینا شرافت و غیرت کا تقاضا فرض کر لیا گیا تھا۔ لیکن اسلام نے عورتوں کو ذلت و مصیبت سے نکال کر انھیں تمام انسانی حقوق عطا کیے۔ ان سے حسنِ سلوک کا حکم دیا۔ ان کی انفرادیت اور شخصیت کا تحفظ کیا۔ عورتوں کے معاشری مرتبہ کا تعین کرتے ہوئے قرآن نے یہ واضح کیا کہ عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ مردوں کے عورتوں پر۔ اور رسولِ کریم ﷺ نے بھی عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور ان سے اچھا سلوک کرنے، نیز بیٹیوں اور بہنوں کی کفالت کرنے، ان کو اچھی تربیت دینے اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھنے کی تاکید فرمائی، اور یہ ارشاد فرما کر کہ جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے، احترامِ امومت کا درس دیا۔

عورتوں کی محکومی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ معاشی اعتبار سے عورتیں مردوں کی دستِ نگر تھیں۔ اس لیے اسلام نے ان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے پر بھی توجہ کی۔ قرآنی احکام کے مطابق ترکہ میں عورتوں کو بھی حصہ ملا اور ان کی کمائی ہوئی دولت ان کا حق قرار دی گئی۔ اسلامی نظام میں عورتوں کا حقِ املاک تسلیم کیا گیا اور ان کو منقولہ و غیر منقولہ جائداد خریدنے، فروخت کرنے، عطا کرنے، وقف کرنے اور اس سے متعلق تمام حقوق استعمال کرنے کا حق ملا۔ تجارت اور کاروبار کرنے کی آزادی ملی۔ شادی کے بعد بھی اپنی املاک کا علاحدہ انتظام کرنے اور حسبِ مرضی اپنا نمائندہ مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہوا۔

اسلامی معاشرہ میں عورتوں کو سیاسی حقوق بھی دیے گئے۔ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی عام حقِ رائے دہی حاصل ہوا اور قانونی مساوات ان کے حقوق کی ضامن بنی۔ اس کے علاوہ عورتوں کو حصولِ تعلیم کا مساوی حق بھی دیا گیا تاکہ وہ ہر جہتی ترقی کے میدان میں پیچھے نہ رہیں اور اپنے حقوق و مرتبہ کا بخوبی تحفظ کر سکیں۔ اسلام نے عورتوں کو معاشری، سیاسی، اقتصادی

ہر قسم کے حقوق دے کر عورتوں کی محکومی، محرومی و مظلومی کا خاتمہ کر دیا اور مسلمان عورتوں کو ساتویں صدی میں ہی وہ حقوق حاصل ہو گئے جن کے لیے مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کی عورتوں کو انیسویں صدی تک جدوجہد کرنی پڑی لیکن اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیے وہ خود مسلمانوں نے ان سے چھین لیے اور رفتہ رفتہ مسلم معاشروں میں عورت محکوم و مظلوم بن گئی۔

عورتوں کو ان کے جائز حقوق اور ترقی کے مواقع سے محروم کر دینے کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم معاشرہ کی حالت بگڑ گئی اور مسلمان قوموں کی ترقی کی راہ میں شدید رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔ ان بگڑے ہوئے مسلم معاشروں کی دوسری خرابیوں کی طرح عورتوں کی پست حالت کو بھی ترقی یافتہ مغربی اقوام نے اسلامی تعلیمات کا نقص قرار دیا اور جدید تعلیم یافتہ مسلمان بھی اپنے دین سے بدظن ہو کر مغربی تہذیب اور مغربی اقوام کی تقلید کو وسیلۂ نجات تصور کرنے لگے۔ اسلام کے دامن سے بدنامی کا داغ دھونے اور مسلم معاشرہ کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے یہ لازمی ہے کہ مسلمان عورتوں کو وہ تمام حقوق پھر واپس دیے جائیں جو اسلام نے ان کو عطا کیے ہیں ۱۹۷۵ء کو عورتوں کا عالمی سال قرار دیا گیا تھا۔ اور اس سلسلے میں مسلمان عورتوں نے اہم ترین مطالبہ یہی کیا ہے کہ ان کے غصب کردہ حقوق پھر بحال کیے جائیں۔ یہ مطالبہ نہایت اہم اور حق بجانب ہے اور اگر اسے بدستور نظر انداز کیا جاتا رہا تو عصرِ جدید کے بنیادی تقاضوں اور ترقیوں سے ہم آہنگ مسلم معاشرہ کی تشکیل و تعمیر کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

(رزاقی)